قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۱ | یکم ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

## مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۳ جولائی مظلومین کشمیر سے متعلق ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے حضور پالم پور تشریف لے جائیں گے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ شملہ سے واپس آکر ۲۳ جولائی لاہور تشریف لے گئے۔

نظارت بیت المال سہ ماہی اول کی آمد کے حسابات احمدیہ جماعتوں کو بھیج رہی ہے۔ ہر وہ جماعت جس کی آمد بجٹ کے لحاظ سے کم ہو۔ اسے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کمی جلد دور ہو جائے اور آئندہ کمی نہ ہونے پائے

۲۴ جولائی نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب کو علی گڑھ۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد۔ جناب شیخ محمد عمر صاحب مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین صاحب کو بوچھ جلسوں میں لیکچر دینے کے لئے روانہ کیا گیا

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### خدا تعالےٰ کس طرح راضی ہوتا ہے

(فرمودہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء)

"خدا تعالےٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے۔ کہ انسان عفت۔ اور پرہیزگاری اختیار کرے۔ صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے۔ دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے۔ خدا تعالےٰ کو سب چیزوں پر اختیار ہے خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ نماز انسان کو نمبر ۰ بنا دیتی ہے۔ نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے۔ جس کو قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے۔ کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں۔ فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادہ بڑھتا ہے۔ انسان سوچے۔ اور غور کرے۔ کہ زمین اور آسمان۔ ہوا اور بادل۔ سورج اور چاند۔ ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدہ کے واسطے خدا تعالےٰ نے بنائے ہیں فکر معرفت کو بڑھاتا ہے۔ غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں۔ اسی پر کسی نے کہا ہے۔ کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ آج کل کے لوگوں میں صبر نہیں۔ جو اس طرف جھکتے ہیں۔ وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں۔ کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے۔ اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ کہ اس میں کیا ہے۔ کہ کوشش اور محنت کرنے والوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے۔ جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے۔ تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے۔ تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے"۔

(الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۷ء)

ایدہ اللہ تقریر فرمائی۔

# حقیقت وجود و شہود

رقم فرمودہ

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے

کئی سال ہوئے۔ پرانے کاغذات دیکھتے ہوئے ایک کاغذ پر کچھ مصرعے اور شعر امۃ الحی مرحومہ کے لکھے ہوئے ملے تھے۔ نہ معلوم انکے تھے۔ یا کسی کے شعر پسند کر کے نقل کئے تھے۔ ان میں سے ایک شعر پر میں نے ایک نظم کہی تھی۔ جو شائع ہو چکی ہے۔ ایک اور شعر پر چار بند کہے تھے۔ لیکن وہ نظم نامکمل پڑی رہی۔ ۱۹۲۹ء کے ڈلہوزی کے سفر میں وہ بند لکھے گئے۔ اور اس کے بعد طبیعت اس طرف سے ہٹ گئی۔ کئی دفعہ کوشش کی لیکن مضمون بالکل بند معلوم ہوتا تھا۔ اس دفعہ پالم پور میں اس طرف طبیعت میں رغبت پیدا ہوئی۔ اور میں نے اس نظم کو پورا کیا ۔

اب مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا۔ کہ وہ کونسا شعر یا مصرعہ تھا۔ جو امۃ الحی مرحومہ کا لکھا ہوا مجھے ملا تھا۔ نہ یہ کہ اسے میں نے پورا نقل کیا ہے۔ یا تصرف کے ساتھ اسے استعمال کیا ہے۔ بہرحال اسقدر یقینی بات ہے۔ کہ ان کا منتخب شدہ یا کہا ہوا شعر غالباً بہ تصرف اس نظم کے پہلے بند میں موجود ہے۔ اور وہی اس نظم کا محرک ہے۔ اللہ تعالٰے رحم کرے اس مرحومہ پر اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ اس نظم میں سالک کے قرب کی اس کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ جب اسے معشوق کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا جب ہر شے اسے اپنی طرف متوجہ کرتا۔ اور پھر اس توجہ کو حسن ازلی کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ جب ہر اچھی چیز اسے درد ہجر سے آشنا کرتی۔ اور ہر جلوہ حسن جدائی کی تکلیف کو تیز کر دیتا ہے۔ جب آرام اسکے لئے مصیبت اور خوشی اس کیلئے افسردگی پیدا کرنیکا موجب ہو جاتی ہے۔ وہ ہر شے میں خدا تعالٰے کو دیکھتا۔ لیکن پھر اس سے اپنے کو دور پاتا ہے۔ درحقیقت یہی اس کی پہلی منزل کی آخری گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس حالت کو لمبا اسکے دل کی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ ورنہ دراصل اس وقت دونوں طرف آگ برابر لگی ہوئی ہوتی ہے۔ خدا کی محبت اس کے بندہ کے دل پر گرنے کے لئے اسی طرح بے چین ہو رہی ہوتی ہے جس طرح کہ بندہ کا عشق اس کے دل کو بے تاب کر رہا ہوتا ہے ۔ خاکسار میرزا محمود احمد

آہ پھر موسم بہار آیا     دل میں پھر میرے خیال یار آیا
لالہ و گل کو دیکھ کر محمود     یاد مجھ کو وہ گلعذار آیا

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

خوں رلاتا تھا لالہ زار کا رنگ     مجلس یار کی بہار کا رنگ
تازہ کرتے تھے یاد اس کی پھول     یاد آتا تھا گلعذار کا رنگ

لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا۔ کہ سوگوار آیا

سبزۂ گیاہ کا کہوں کیا حال     چپہ چپہ پہ ڈالتا تھا جال
مست نظارۂ جمال تھے سب     آنکھیں دنیا کی ہو رہی تھیں لال

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

میں رہاں ایک اور خیال میں تھا     کیا کہوں میں نرالے حال میں تھا
سبزہ اک عکس زلف جاناں ہے     یہ تصور ہی بال بال میں تھا

لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا۔ کہ سوگوار آیا

ندیاں ہر طرف کو بہتی تھیں     قلب صافی کا حال کہتی تھیں
آبشاروں کی شکل میں گر گر کر     صدمۂ افتراق سہتی تھیں

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

دیو داروں کی ہر طرف تھی قطار     یاد آتا تھا دیکھ کر قد یار
لوگ دل کر رہے تھے ان پہ نثار     جان سے ہو رہا تھا میں بیزار

لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا کہ سوگوار آیا

ابر آتے تھے اور جاتے تھے     دل کو ہر اک کے خوب بھاتے تھے
بجلیوں کی چمک میں مجھ کو نظر     جلوے اسکی ہنسی کے آتے تھے

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

شاخ گل پر ہزار بیٹھی تھی     کانپتی بے قرار بیٹھی تھی
نغمے سن سن کے اسکے سب خوش تھے     وہ مگر دلفگار بیٹھی تھی

لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا۔ کہ سوگوار آیا

کیسی ٹھنڈی ہوائیں چلتی تھیں     ناز و رعنائی سے مچلتی تھیں
اس کی رفتار کی دلا کر یاد     دل پر اچٹکیوں میں ملتی تھیں

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

تھے طرب سے درخت بھی رقصاں     گویا قسمت پہ اپنی تھے نازاں
پتے پتے کے پاس جا کر میں     سونگھتا تھا بوئے مہ کنعاں

لوگ سب شادمان و خوش آئے۔
ایک میں تھا۔ کہ سوگوار آیا۔

جلوے اس کے نمایاں ہر شے میں     سر اسی کی تھی پیدا ہر لے میں
رنگ اسی کا جھلک رہا تھا آہ     کف ساقی میں ساغر مے میں

زخم دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا۔

اس کے نزدیک ہو کے دور بھی تھا     دل امیدوار چور بھی تھا
نار فرقت میں جل رہا تھا میں     گو پس پردہ اک ظہور بھی تھا

لوگ سب شادمان و خوش آئے
ایک میں تھا۔ کہ سوگوار آیا

دیکھئے کب وہ منہ دکھاتا ہے     پردہ چہرہ سے کب اٹھاتا ہے
کب مرے غم کو دور کرتا ہے     پاس اپنے مجھے بلاتا ہے

ہنس کے کہتا ہے۔ دیکھ کر مجھ کو
دیکھو وہ میرا دلفگار آیا

میں یونہی اس کو آزماتا تھا     پاک کرنے کو دل جلاتا تھا
عشق کی آگ تیز کرنے کو     منہ چھپاتا کبھی دکھاتا تھا

میری خاطر اگر یہ تھا بے چین
کب مجھے اس کے بن قرار آیا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

# گاندھی جی کی مطلق العنانی

## آل انڈیا کانگرس شخصی پنجۂ استبداد میں

### یورپین ممالک میں شخصی استبداد

یہ عجیب بات ہے۔ کہ وہ لوگ جو اسلام پر ذہنی غلامی اور شخصی مطلق العنانی کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسے جمہوریت کا دشمن قرار دیتے ہیں۔ وہ خود حد درجہ کی شخصی مطلق العنانی کا شکار ہو رہے ہیں۔ جمہوریت کے سب سے بڑے مدعی یورپین ممالک ہیں۔ لیکن آج ان کی جو حالت ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ کئی ایک بڑے بڑے ممالک شخصی پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً اٹلی میں مسولینی سیاہ و سفید کا مالک کل ہے۔ ترکی میں محض مصطفےٰ کمال پاشا کی مرضی کا نام حکومت ہے۔ روس میں سٹالن جو چاہتا ہے۔ کر رہا ہے۔ جرمنی میں ہٹلر کی مطلق العنانی کا دور دورہ ہے۔ آئرلینڈ میں ڈی ولیرا کے سامنے کسی کی مجال نہیں۔ کہ دم مار سکے۔ غرض بہت سے یورپین ممالک میں شخصی حکومت رائج ہے۔ اور جمہوریت کے تمام دعوے سمٹ کر کسی ایک شخص کی شخصیت میں مدغم ہو چکے ہیں۔

### کانگرس کی حالت

جب یورپ کا یہ حال ہے۔ تو ہندوستان کے جمہوریت پسند جو ابھی جمہوریت کے خواب ہی دیکھ رہے ہے۔ اور یورپ کی نقالی کر رہے ہیں۔ ان کی جو حالت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ کانگرس کو ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کہا جاتا ہے۔ اور دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ وہ جمہوری اصول پر کام کر رہی۔ اور ہندوستان کو جمہوری حکومت کے لئے تیار کر رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ہندو جن کی رگ رگ میں نہ صرف انسان پرستی۔ بلکہ عناصر پرستی کا زہر پیوست ہے۔ جو پشت در پشت سے پتھر کے گھڑے اور ان گھڑے بتوں کو اپنا حاجت روا سمجھتے رہے ہیں۔ جو انسانیت کے شرف اور وقار کی ادنےٰ سے ادنےٰ حیوانات کے آگے تذلیل کرانے کے خوگر ہیں۔ انہوں نے اپنے اسی رجحان کی ماتحت کانگرس میں بھی ایک عجیب و غریب بُت تراش رکھا ہے جس کا نام گاندھی ہے۔ اور اس پر اپنی عقل و سمجھ کی بھینٹ چڑھا کر اس کے پجاری بن گئے ہیں۔

### کانگرس اور گاندھی جی

بالفاظ کانگرس کے ایک مداح اخبار کے حالت یہ ہے۔ کہ

"ہمارا سب سے بڑا سیاستدان گاندھی جی کے سامنے ایک جسدِ بے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہیں۔ لیکن وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اس کے کان ہیں۔ لیکن سُن نہیں سکتا۔ اس کی زبان ہے لیکن بول نہیں سکتا۔ وہ گاندھی کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ گاندھی کے کانوں سے سنتا ہے۔ گاندھی کی زبان سے بولتا ہے۔ وہ ذہنی غلامی کا مخالف ہے۔ لیکن اس کا فکر گاندھی کا غلام ہے۔ وہ استبداد اور شخصی مطلق العنانی کے خلاف صدا بلند کرسکتا ہے۔ لیکن گاندھی کی مطلق العنانی کے رعب نے اس کی زبان کو گنگ کر رکھا ہے۔ وہ اختیار مطلق کے خلاف جہاد پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن گاندھی کے اختیار مطلق کے سامنے اس کا بازوئے عمل قطعاً مفلوج ہے"

### پونا کانفرنس

جب سے گاندھی جی کو کانگرس پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس وقت سے لے کر اب تک کا ایک ایک لمحہ مندرجہ بالا حقیقت کی لفظ بلفظ تصدیق کر رہا ہے۔ لیکن پونا کانفرنس۔ اور اس کے بعد کے حالات نے تو اس بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دی۔

### سول نافرمانی کی مخالفت

اس موقعہ پر سب سے اہم سوال یہ تھا۔ کہ سول نافرمانی کو ترک کر دیا جائے۔ یا نہ۔ کانفرنس کے اجلاس میں متعدد اصحاب نے سول نافرمانی کو جاری رکھنے کے خلاف تقریریں کیں۔ اور صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ ہم تھک گئے ہیں۔ ہم میں آئندہ سول نافرمانی جاری رکھنے کی طاقت نہیں۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ چونکہ سول نافرمانی ناکام ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس کے ذریعہ کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے۔ اس لئے بہر حال اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ زیادہ صفائی سے کام لینے والوں نے تو یہاں تک بھی کہا۔ کہ سول نافرمانی کی وجہ سے ملک تباہ ہو گیا۔ لوگ بے نتیجہ مصائب میں مبتلا ہو گئے۔ اور اب وہ سول نافرمانی کے نام سے کانوں کو ہاتھ لگا رہے ہیں۔ اس لئے یہ تحریک بند ہونی چاہیئے۔

اس بات پر یہاں تک زور دیا گیا۔ کہ اخبارات میں کانفرنس کی جو روئداد شائع ہوئی۔ اس میں اعتراف کیا گیا۔ کہ

"ایک کے سوائے باقی سب اصحاب سول نافرمانی واپس لینے کے حق میں تھے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ تحریک کی واپسی کو اس امر سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ کہ حکومت سیاسی قیدیوں کو رہا کرتی ہے۔ یا نہیں"

### گاندھی جی نے کسی کی نہ مانی

گویا کانگرس کی بہت بڑی اکثریت سول نافرمانی کو جسے عملی طور پر پہلے ہی گاندھی جی ترک کرنے کی منظوری دے چکے تھے۔ خواہ وہ منظوری تھوڑے عرصہ کیلئے ہی تھی۔ کلیۃً ترک کرنے کے حق میں تھی۔ اور اس کے لئے وہ ان قیدیوں کی رہائی کی شرط بھی پیش نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جو سول نافرمانی کی تحریک پر عمل کرنے کی وجہ سے قید بھگت رہے ہیں۔ لیکن ہوا کیا بالفاظ "پرتاپ" (۱۷- جولائی) "جو لوگ چشم بصیرت رکھتے تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ فیصلہ کا انحصار ایک شخص کی رائے پر ہے۔ مہاتما گاندھی جو کچھ کہیں گے۔ وہی ہو گا" اور جب گاندھی جی نے کہہ دیا۔ کہ

"سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے"

تو پھر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس کے خلاف آواز اٹھاتا۔

### حکومت سے درخواست کرنے کی مخالفت

اسی طرح بہت لوگ اس بات کے خلاف تھے۔ کہ حکومت سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی جائے۔ خاص کر اس حالت میں جبکہ گاندھی جی نے مطلق العنانی سے کام لیتے ہوئے اور کانگرسی لیڈروں کی آراء کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے سول نافرمانی کی تحریک کو واپس نہیں لیا۔ کیونکہ اس صورت میں سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ حکومت متعدد بار اعلان کر چکی ہے۔ کہ جب تک کانگرس سول نافرمانی ترک نہ کرے۔ اس وقت تک اس سے مصالحت کی گفتگو کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن گاندھی جی نے ان دلائل کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ اور وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ بھی انکی صریح مطلق العنانی کا مظاہرہ تھا

## کانگرس کی بے حقیقتی

اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ گاندھی جی نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ کانگرس سے مراد محض ان کی اپنی مرضی ہے۔ اور کانگرس بھی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ کہ گاندھی جی کے ہاتھ میں موم کی ناک بنی رہے۔ کسی کانگرسی میں اتنی جرأت نہیں ہے۔ کہ معقول سے معقول دلائل اور ناقابل تردید واقعات کی موجودگی میں گاندھی جی کے سراسر خود سرانہ اور نقصان دہ رویہ کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ اور ساری کانگرس مل کر بھی اتنی ہمت نہیں رکھتی۔ کہ گاندھی جی کو غلط راستہ پر جانے سے روک سکے۔ ورنہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک کی ناکامی۔ اور اس کے متعلق ملک کی افسردگی۔ اور بے دلی کو دیکھتے ہوئے محض اس لئے اسے ترک نہ کیا جاتا۔ کہ گاندھی جی کی یہ مرضی نہیں۔ اور پھر حکومت کی واضح اور آشکار پالیسی کے باوجود وائسرائے سے صلح کی خاطر ملاقات کرنے کی درخواست کو گوارا کر لیا جاتا ::

یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا۔ کہ گاندھی جی اسی طرح کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ ناکامی کی ذلت اس لئے برداشت کر لی گئی کہ اس کا موجب گاندھی جی بنے۔ یہ ہے اس کانگرس کی حقیقت جو اپنے آپ کو تمام ہندوستان کی نمائندہ قرار دیتی ہے۔ جو جمہوریت کے اصول پر کام کرنے کی دعویدار ہے۔ اور جو اہل ہند کو غیر ملکی حکومت کی غلامی سے آزاد کرانا اپنا مقصد بتاتی ہے۔ حالانکہ وہ خود ایک شخص کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس کے آگے جسد بے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور وہ جو چاہتا ہے۔ وہی کانگرس کو ماننا پڑتا ہے ::

## کانگرسی مسلمانوں پر تعجب

کانگرس اگر گاندھی جی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ہندوؤں کی عجوبہ پرستی مشہور عالم ہے۔ اور گاندھی جی ہندوؤں کی اسی رگ سے واقف ہوتے ہوئے برت وغیرہ کی طرف متوجہ ہوا کرتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ بعض مسلمان کہلانے والے بھی گاندھی جی کی شخصیت سے مسحور ہو کر ان کی مطلق العنانی پر خوشی و مسرت کا اظہار کر دیتے ہیں

## جمعیتہ العلماء گاندھی جی کی قیادت میں

اور تو اور نام نہاد "جمعیتہ العلماء ہند" کی ترجمانی کا دعوٰے کرنے والا اخبار "الجمعیتہ" بھی پھولا نہیں سماتا۔ چنانچہ "گاندھی جی کی فتح" کے عنوان سے اپنے ۱۶ - جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"پونا کی مجلس مشاورت کے متعلق ابتدا میں جو بیانات آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سول نافرمانی کی غیر مشروط واپسی کے حق میں بہت بڑی اکثریت ہے۔ اور مختلف صوبوں سے جو کانگرسی زعماء اور کارکن آئے ہیں۔ وہ زیادہ تر یہی چاہتے ہیں کہ تحریک کو بحالات موجودہ واپس لے لیا جائے۔ اور حکومت سے کوئی واسطہ نہ رکھا جائے۔ مگر اس رائے کے خلاف گاندھی جی کے نقطہ نگاہ کی مقبولیت۔ اور ان کے پیش کردہ دلائل کی آخری کامیابی۔ اور پنڈت مالویہ جیسے رہنماؤں کی حمایت سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے۔ کہ گاندھی جی کو اس وقت بھی کانگرس پر وہی اقتدار حاصل ہے۔ جو جیل جانے سے قبل تھا۔ اور کانگرسی طبقہ اب بھی ان کی دانشمندی اور ان کے تدبر کا معترف ہے اور ان کی قیادت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے"

گویا "الجمعیتہ" اس بات پر خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ کہ گاندھی جی جیل جانے سے قبل جس طرح کانگرس پر چھائے ہوئے تھے۔ اور ساری کانگرس ان کی اطاعت کا حلقہ اپنے گلے میں ڈالے ہوئے تھی۔ اسی طرح اب بھی ان کے آگے سرنگوں ہے۔ اور چونکہ جمعیتہ العلماء بھی اپنے آپ کا کانگرس کا جزو سمجھتی ہے۔ اور اس کی حکمت عملی پر کاربند ہے۔ اس لئے وہ بھی گاندھی جی کی قیادت کو تسلیم کر رہی ہے۔ اس طرح "الجمعیتہ" نے ظاہر کر دیا۔ کہ:۔ "جمعیتہ العلماء" بھی گاندھی جی کی مطلق العنانی کا شکار ہو چکی ہے اور اس شخصی استبداد کی غلامی میں داخل ہے۔

## کانگرسی مسلمانوں سے سوال

اس موقعہ پر ہم "جمعیتہ العلماء" اور ان مسلمانوں سے جو کانگرس میں شریک ہیں۔ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ایک مشرک اور منکر اسلام کی قیادت کو اس طرح تسلیم کر لینا کہ خواہ وہ کچھ کہے۔ اسے اپنے لئے وحی آسمانی قرار دے لیا جائے ان کے لئے جائز ہے اور کیا اس طرح وہ ذہنی غلامی کی نہایت خوفناک غار میں نہیں گر چکے ::

دراصل یہ نتیجہ ہے اس فرستادہ خدا کی قیادت کو تسلیم نہ کرنے کا۔ جو مسلمانوں کی راہ نمائی کے لئے خدا تعالےٰ نے مبعوث کیا۔ اور جو دینی اور دنیوی لحاظ سے حقیقی آزادی دلانے کے لئے آیا۔ اس کا انکار کرنے والے۔ اور اس کی مخالفت میں سارا زور صرف کرنے والے آج اس حالت کو پہونچ چکے ہیں۔ کہ ایک غیر مسلم اور مشرک کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کہ وہ انہیں ضلالت اور تباہی کے غار میں گرا رہا ہے ::

## گاندھی جی کا سابرمتی آشرم میں ورود

گاندھی جی ۱۲ - مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو جب سابرمتی آشرم سے نمک سازی کی خاطر ڈانڈی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ تو انہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ "میں سوراجیہ لے کر ہی واپس آؤنگا" اور قسم کھائی تھی۔ کہ "سوراج لئے بغیر آشرم میں واپس نہ آؤنگا" پھر ڈانڈی پہونچکر انہوں نے جو تقریر کی۔ اس میں کہا:۔

"یا تو میں ہندوستان کو سوراجیہ دلاؤں گا۔ یا میری لاش سمندر میں تیرتی نظر آئے گی"

لیکن نہ تو انہیں آجتک سوراجیہ حاصل ہوا۔ اور نہ ان کی لاش سمندر میں تیری۔ البتہ آشرم میں نہ جانے کے عہد پر قائم تھے اور ایک دفعہ جب وہ احمد آباد گئے۔ تو اسی عہد کی پابندی میں آشرم کی بجائے ایک دوسری جگہ ٹھیرے۔ اگرچہ اپنے عہد کے مفہوم کے متعلق ان کی یہ نہایت کمزور حیلہ جوئی تھی۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو ظاہر داری تھی۔ اور اب جبکہ پونا سے گاندھی جی احمد آباد کے لئے یہ کہکر روانہ ہوئے۔ کہ "میں سردست سابرمتی جا رہا ہوں۔ تا کہ آشرم نواسیوں سے ملاقات کر سکوں کیونکہ اگر میں جیل جانے سے قبل آشرم میں نہ جا سکا۔ تو مجھے اس بات کا بے حد افسوس رہے گا" تو خیال کیا گیا۔ کہ اب کے بھی وہ آشرم میں نہ جائیں گے۔ چنانچہ ۱۹ - جولائی کو احمد آباد سے ان کے پہونچنے کی جو خبر اخبارات کو بھیجی گئی۔ اس میں مذکور تھا۔ کہ

"گاندھی جی موٹر میں رنچھوڑ لال کی معیت میں ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ انہوں نے ڈانڈی کے کوچ پر روانہ ہونے سے قبل قسم کھائی تھی۔ کہ وہ سوراج لئے بغیر آشرم میں واپس نہ آئیں گے"

لیکن اس سے تھوڑی دیر بعد اخبارات کو یہ اطلاع بھیجی گئی۔ کہ:۔ "ورود احمد آباد سے چھ گھنٹہ بعد گاندھی جی سابرمتی آشرم میں وارد ہوئے۔ آشرم میں رہنے والے بڑے شوق سے گاندھی جی کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے بڑی محبت۔ اور ادب سے گاندھی جی کا خیر مقدم کیا"

سوراج حاصل ہونا تو کجا۔ وائسرائے ہند کی طرف سے ملاقات کی اجازت بھی نہ ملنے۔ اور دوبارہ درخواست کرنے پر پھر انکار ہو جانے کے بعد گاندھی جی کا سابرمتی آشرم میں چلے جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک اپنے عہد و پیمان کی کیا وقعت ہے۔ اول تو گاندھی جی کو ڈانڈی سے ہی اس وقت تک نہیں ہلنا چاہیئے تھا۔ جب تک سوراج نہ مل جاتا۔ اور اگر وہاں نہ ٹھیر سکے تھے۔ تو خدا کی زمین وسیع تھی۔ آشرم میں تو نہیں جانا چاہیئے تھا۔ پھر ایسی حالت میں جبکہ وائسرائے نے ان کی درخواست کو ٹھکرا دیا تھا۔ انہیں آشرم کی طرف مونہہ بھی نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ جا ہی دھمکے۔ ۴۴

۴۴ - اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ یا تو انہیں اپنی کوئی بات یاد ہی نہیں رہتی۔ یا پھر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ پبلک کا حافظہ اتنا کمزور ہے۔ کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ کسی کو یاد نہیں رہتا۔ ان دونوں صورتوں میں ان کی جو پوزیشن بنتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ ایسے شخص کو کانگرس پر ایسا تصرف حاصل ہو جانا۔ کہ کانگرس کی کوئی ہستی باقی نہ رہے۔ اہل ہند کی بدقسمتی نہیں۔ تو اور کیا ہے ::

احمدیت کے متعلق مضمون

# خدا کا برگزیدہ مسیح موعودؑ

## صداقتِ احمدیّت پر آسمانی شہادت

(۱)

دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پیرو اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ وہی سچا مذہب ہے۔ اور حقیقی نجات اور ابدی آرام صرف اس کی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہو سکتا ہے۔ ویدک دھرم اس بات کا مدعی ہے کہ تناسخ اور آواگون کے نہ ختم ہونے والے چکر سے نجات صرف ویدوں کی تعلیم کے نتیجہ میں حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے بالمقابل عیسائیت کا دعوٰے ہے۔ کہ انسان گنہگار ہے۔ اور خدا کا عدل مقتضی ہے کہ ہر انسان کو اس کے گناہ کی پاداش میں سزا دی جائے۔ مگر خدا کے رحم کا تقاضا ہے۔ کہ وہ انسان کی کمزوریوں سے اغماض کرے۔ اور اس صفت سے کوئی انسان فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔ کہ خدا کا "اکلوتا بیٹا" یسوع ہمارے لئے صلیب پر جان بحق تسلیم ہوا۔ اب جو کوئی اس عجیب و غریب "کفارہ" پر ایمان لاتا ہے۔ وہی نجات پا سکتا ہے۔ علیٰ ہذالقیاس جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے سب نجات اور فلاح کو اپنے ہی دامن کے ساتھ وابستہ قرار دیتے ہیں۔ ان تمام مذاہب کے بالمقابل اسلام کا دعوٰی ہے۔ اِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔ کہ خدا کے نزدیک صحیح اور سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ مذہب کیا ہے؟ مذہب وہ رستہ ہے۔ جس پر چل کر انسان اپنی زندگی کے مقصد یعنے خدا کو پالے۔ پس صحیح اور سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جس کی تعلیم پر عمل کرنے سے یہ گوہر مقصود ہاتھ آئے۔ دنیا کا ہر مذہب اپنی تائید میں منطقی استدلالات اور وجاع میں عقلی محالات پیش کرتا ہے۔ ہر مذہب کا دعوٰے ہے۔ کہ عقلی محک امتحان پر صرف وہی پورا اتر سکتا ہے۔ اور جسقدر مذاہب اس کے علاوہ ہیں۔ سب کے سب باطل اور ان کی تعلیمیں عقلی طور پر ناقابلِ تسلیم ہیں۔ اسلام اپنے دعوٰی صداقت میں دوسرے مذاہب کے اس طرزِ عمل کا تتبع نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی صداقت کے پرکھنے کے لئے ایک ایسا طریق پیش کرتا ہے۔ جس سے نہایت آسانی کے ساتھ سچے اور جھوٹے مذہب میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ اور ایک حق پسند کے لئے کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہتا ؛

(۲)

اسلام کہتا ہے۔ خدا جو تمام جہان کا خالق ہے۔ وہ جمالِ حقیقی اور حسنِ دلآرار کا منبع ہے۔ اس لئے انسانی روح خود بخود اس کی طرف کھنچی جاتی ہے۔ یہ بات فطرت انسانی میں داخل ہے کہ "حسن" انسانی روح کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ کیا ایک خوبصورت پھول کو دیکھ کر انسان کا دل اس کی طرف بے اختیار کھنچا نہیں جاتا ؛ مناظر قدرت اور نیچر کی نیرنگیاں حیات انسانی کے مادی حصہ کی اساس ہیں۔ پس کس طرح ممکن ہے۔ کہ انسانی دل اس نورِ حقیقی اور منبع حسن و جمال ہستی کے وصال کی تڑپ میں بے قرار نہ ہو جائے۔ اور اس کے حصول کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار نہ دے ؛ بدقسمت ہے وہ انسان جو دنیا کے حسنِ فانی کا گرویدہ اور نازنینانِ جہان کی الفت میں سرشار ہے۔ مگر اس منبع حسن و جمال اور زمین و آسمان کے نور سے بےخبر ہے۔ کس قدر نادان ہے وہ انسان جو سورج کے ہوتے ہوئے چراغ کی روشنی سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اور ایک پائی کے لئے ایک بے بہا خزانے کو چھوڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر مذہب اس امر کا دعوٰے کرتا ہے۔ کہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے وصالِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

اسلام کہتا ہے۔ تمام مذاہب کا یہ دعوٰے کہ ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے خدا مل جاتا ہے۔ محض ایک دعوٰی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ لیکن میرا دعوٰے کہ اِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام۔ خدا کے نزدیک سچا مذہب اسلام ہی ہے۔ ایک ایسا دعوٰے ہے۔ جس کی صداقت واضح اور جس کا انکار واقعات اور حقائق کا انکار ہے۔ کیوں اس لئے کہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔ جاؤ! میرے سوا جسقدر صداقت کا دعوٰے کرنے والے مذاہب ہیں۔ ان کے پیرؤں سے پوچھو۔ کہ اگر تمہارا مذہب واقعی خدا کا مذہب ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کلام کر کے تم کو بتایا ہے۔ کہ تم سچائی پر ہو۔ اور خدا کی رضا اور خوشنودی تمہیں حاصل ہے۔ اگر نہیں تو جان لو۔ کہ تمہارا دعوٰی صداقت ایک دھوکے سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتا

پھر فرمایا۔ مثلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْ اُکُلَہَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا کہ اسلام کی مثال ایک ایسے درخت کی ہے۔ جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہو۔ اور اس کی شاخیں آسمان تک بلند ہوتی چلی گئی ہوں۔ اور وہ ایسا درخت ہے۔ کہ ہر موسم اور ہر زمانہ میں پھل دیتا ہے۔ یعنے اسلام زمین اور آسمان کے درمیان واسطہ ہے۔ اس کا ایک سرا زمین میں پیوست ہے۔ اور دوسرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ گویا زمین کی تہ میں گرے ہوئے لوگوں کو جو روحانی لحاظ سے زمینی مٹی میں ملکر مٹی ہو چکے ہیں۔ اٹھا کر فضائے روحانیت کی بلندیوں کو طے کراتا ہوا فلک بریں تک پہنچا دیتا۔ اور اس کا تعلق اس بلند و بالا وارفع و اعلےٰ ہستی کے ساتھ قائم کرا دیتا ہے۔ جو کہ اللہ ہے۔ اس بات کا ثبوت کہ یہی مذہب قیامت تک کے لئے واجب العمل ہے۔ یہ ہے کہ اس کی تعلیم پر عمل کر کے قیامت تک انسان اس ترقی اور بلندی کو حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسا درخت ہے۔ جو ہر موسم میں پھل دیتا ہے ؛

(۳)

محبوب کی محبت کا دعوٰے کر لینا آسان ہے۔ مگر محبوب کی محبت کو حاصل کرنا مشکل ہے۔ ہر انسان یہ دعوٰے کر سکتا ہے کہ وہ خدا کی محبت میں سرشار ہے۔ مگر اس دعوٰے کی صداقت اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ محبت خدا کی محبت کو اپنے اندر جذب نہ کرے۔ اسلام کہتا ہے آؤ! ہم تم کو ایسا طریق بتاتے ہیں۔ جس سے تمہارا محبوب بھی تم سے محبت کرنے لگیگا۔ فرمایا۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اگر تم خدا کے ساتھ محبت کرتے ہو۔ تو محمد عربی (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دامن کو مضبوط پکڑ لو۔ اور اس کی کامل اتباع اور پیروی کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تم کو خدا مل جائے گا۔ اور تمہاری محبت کے نتیجہ میں وہ بھی تم سے محبت کرنے لگے گا ؛

اس بات کا ثبوت کہ اسلام کی اتباع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں خدا کی محبت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان اسی دنیا میں خدا کا تسلی اور تسکین دینے والا کلام سن لیتا ہے۔ اور خود خدا اس کو بتاتا ہے کہ وہ اس پر راضی اور اس کے طریق کار پر خوش ہے۔ جس طرح اسے اس دنیا میں خدا کا کلام سن کر تسلی پائی۔ اسی طرح موت کے بعد بھی وہ نجاتِ ابدی اور راحتِ دائمی کو حاصل کرنیوالا ہوگا

فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا کہ جو لوگ اسلامی توحید پر کاربند ہوں گے۔ اور پھر خدا کی راہ میں دنیوی تکالیف اور مصائب و شدائد کا استقامت کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ ان پر اسی دنیا میں خدا کے فرشتے نازل ہوں گے۔ جو ان کو کہیں گے۔ کہ اے خدا کی تعلیم پر عمل کرنیوالو! کوئی خوف اور حزن نہ کرو۔ تم نجات یافتہ ہو۔ خدا تم پر خوش ہے اور تم اس پر خوش ہو!

پس سچے مذہب کی شناخت کا معیار یہی ہے۔ کہ اسکی تعلیم پر عمل کرنے والوں پر خدا کا الہام نازل ہوتا ہے۔ یہی اسلام کی صداقت کی دلیل ہے

(۴)

گذشتہ تیرہ صدیوں میں لاکھوں انسانوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل کرکے خدا کا کلام سنا۔ جس نے ان کو تسکین دی۔ کہ جس تعلیم پر وہ عمل کر رہے ہیں۔ وہی خدا کی تعلیم ہے۔ اور آج چودھویں صدی میں بھی خدا نے اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو قادیان کی سرزمین میں مبعوث کیا۔ آپ نے دعویٰ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک تعلیم پر عمل اور اس کے نتیجہ میں خدا کی طرف سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی نعمت سے مشرف ہو کر نبی کا لقب پایا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے۔ جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھائے۔ جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔۔۔۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی۔ ہم نے اسے دیکھ لیا۔ کہ دنیا کا وہی خدا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں" (کشتی نوح ص۱۴ و ۱۵)

پھر فرمایا:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

پھر آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے خدا کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"اے میرے خدا! اے میرے ہادی! رہنما! اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام عیسیٰ نہیں رکھا۔ اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا۔ تو مجھے زندوں سے کاٹ ڈال لیکن اگر میں تیری طرف سے ہوں۔ اور تیرا ہی ہوں۔ تو میری مدد کر۔ جیسا کہ تو ان کی مدد کرتا ہے۔ جو تیری طرف سے آتے ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۹ مرقومہ مارچ ۱۸۹۳ء)

جب آپ نے یہ دعوےٰ کیا۔ تو تمام مذاہب کے ماننے والے پادری۔ پنڈت۔ علماء۔ صوفیاء اور گدی نشین آپ کے دشمن ہو گئے علماء نے آپ پر کفر کے فتوے دیئے۔ اور درحقیقت ازل سے یہی مقدر تھا کہ خدا کے اس برگزیدہ مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ دیا جاتا۔ جیسا کہ آج سے کئی سو سال پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ جب مسیح موعود آئے گا۔ تو علماء وقت اس کی تعلیم کو اسلام کے خلاف قرار دے کر اسکی مخالفت کریں گے" (مکتوبات جلد ۲ ص۱۰۷ مکتوب ۵۵)

اسی طرح حجج الکرامہ ص۳۶۳ پر لکھا ہے۔ "علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہا و اقتدار مشائخ و آباء خود باشند گویند کہ ایں شخص خانہ برانداز دین و ملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند" کہ جب مسیح موعود امام مہدی آئینگے تو اس وقت کے علماء جو ہمیشہ آباء و اجداد اور مشائخ و فقہاء کی پیروی کرتے ہیں کہیں گے کہ یہ شخص (مسیح موعود) اسلام کو مٹانے والا اور دشمن دین ہے۔ اس کی مخالفت کریں گے۔ اور اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے چودھویں صدی کے علماء کے متعلق فرمایا۔ کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ کتاب العلم) کہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق یہی علماء ہوں گے۔ پس ان علماء کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ دینا آپکی صداقت کو مشتبہ نہیں کرتا۔ بلکہ اور زیادہ واضح کرتا ہے

(۵)

جماعت احمدیہ کی صداقت کی یہی بہت بڑی دلیل ہے۔ کہ اس میں ہزاروں انسان آج بھی ایسے موجود ہیں۔ جو روز روشن خدا کا تسلی بخش کلام اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ اور خود خدا تعالےٰ ان کو تسکین دیتا ہے۔ کہ تم ہی صداقت پر ہو۔ اور تمہارے دشمن اس روشنی سے محروم ہیں۔ جو خدا کے راستباز بندوں پر نازل ہوتی ہے اگر حضرت مرزا صاحب خدا کی طرف سے نہ ہوتے۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ آپکی تعلیم پر عمل کرنے والوں پر خدا کا کلام نازل ہو۔ اور خود خدا کی سرگرمی دل میں پیوست ہو جانیوالی آواز وہ اپنے کانوں سے سنیں۔ پس آج ہم ان تمام لوگوں کو جو خدا کی محبت کا دعویٰ اور اس کے وصال کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ علی وجہ البصیرت دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر خود تجربہ کریں۔ کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے وہ دروازے جو اب ان پر بند ہیں۔ ان پر کھولے جاتے ہیں۔ مبارک ہو جو یہی وقت کو ضائع نہ کریں۔ اور جلد خدا کے پیارے رسول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر حصول محبت الٰہی کے اس نسخہ کو آزمائیں ع

لے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

خاکسار ملک عبدالرحمن خادم بی اے گجراتی

# مسیح موعود کی صداقت

پر

## بائیبل کی شہادت

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ کہ میں وہی مسیح موعود ہوں۔ جسکے قرآن مجید احادیث اور انجیل کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں نازل ہونا تھا۔ آپ نے قرآن مجید اور انجیل کے حوالوں سے ثابت کیا۔ کہ مسیح ناصری اپنی طبعی موت کے ساتھ فوت ہو چکا ہے اور آنے والے نے اسی دنیا سے پیدا ہونا تھا۔ جسطرح پہلا ایلیاہ درحقیقت فوت ہو چکا تھا۔ اور دوسرا ایلیاہ یوحنا کی شکل میں اسی دنیا سے پیدا ہوا چنانچہ انجیل میں لکھا ہے (۱) وہ (یسوع) جسم کے اعتبار سے مارا گیا لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔ (۱۔پطرس ۳/۱۸) حضرت مرزا غلام احمد اور نئے بائیبل سے ثابت ہوتے ہیں۔ آپکی صداقت انہی اصولوں کی رو سے ثابت ہے۔ جنکے رو سے پہلے انبیاء کی صداقت اور نئے بائیبل ثابت ہے۔

**پہلی دلیل** توارت میں ہے۔ (۱) وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے۔ کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جو میں نے نہیں کہی۔ تو وہ نبی قتل کیا جائے (استثناء ۱۸/۲۰) (ب) خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کر نبوت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا۔ یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائینگے (یرمیاہ ۱۴/۱۵) (ج) جھوٹا نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا (استثناء ۱۳/۵) (د) انجیل اعمال ۵/۳۶ میں تھیوڈاس اور ایک دوسرے نبی کا ذکر ہے۔ جو قتل کئے گئے۔ اور انکے متبعین تتر بتر ہو گئے۔ حضرت مرزا صاحب ۳۰ سال تک دعوے الہام کے بعد زندہ رہے۔ پس ازروئے بائیبل ثابت ہوا۔ کہ آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے نہ تھے۔

**دوسری دلیل** یسوع مسیح کہتے ہیں۔ "تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے" (یوحنا ۸/۴۶) حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ "کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۲)

**تیسری دلیل** قبولیت دعا۔ جو دعا ایمان کے ساتھ ہو گی۔ اس کے باعث بیمار بچ جائے گا۔ اور خداوند اسے اٹھا کھڑا کرے گا۔ اور اگر اس نے گناہ کئے ہوں۔ تو انکی بھی معافی ہو جائے گی۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ اور ایک دوسرے کے لئے دعا مانگو۔ تاکہ شفا پاؤ۔ راستباز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے (یعقوب ۵/۱۵-۱۶ یوحنا ۹/۳۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "میں کثرت قبولیت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اسکا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔ اور انکا میرے پاس ثبوت ہے" (ضرورت الامام) آپکی قبولیت دعا کی ایک مثال امریکہ کے جھوٹے نبی ڈوئی کی عبرتناک ہلاکت ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کی دعا کے نتیجہ میں واقع ہوئی نیز عبداللہ آتھم کی موت کہ جب اس نے باوجود حق کی طرف "رجوع" کر لینے کے پھر بھی جھوٹ بولا۔ اور بعد ازاں قسم اٹھانے سے انکار کیا۔ تو حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق پیشگوئی کی۔ کہ وہ اس کذب بیانی کی سزا میں [illegible] (دیکھو حضرت کا اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ و ضیاء الحق مطبوعہ ۱۸۹۵ء) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فیروزپور میں فوت ہو گیا۔

(ملک عبدالرحمن خادم بی اے گجراتی)

تمدن اسلام

# اسلام میں ازدواجی تعلقات

ایک گزشتہ قسط میں اس مضمون کا ایک حصہ بیان کیا جا چکا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ نکاح میں اسلام نے لڑکی کی رضامندی کا جو حکم دیا ہے۔ وہ نہایت ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر شادی کسی طرح بھی آرام و آسائش کا موجب نہیں ہو سکتی۔ یہی حال ازدواجی تعلقات کے متعلق اسلام کی دیگر ہدایات کا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز کر کے اہلی اطمینان کے حصول کی توقع ایک امر موہوم ہے۔ آج کی صحبت میں اسی مضمون کا ایک اور پہلو بیان کیا جائیگا

## اسلام کا ایک اور حکم

اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ شادی سے قبل خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو دیکھ لے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے ذکر کیا۔ کہ میں شادی کرنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیوی کو تم نے دیکھا بھی ہے اور جب اس نے عرض کیا۔ کہ نہیں تو فرمایا۔ ضرور دیکھ لو۔ چنانچہ وہ لڑکی والوں کے گھر گیا اور لڑکی کے والد کو تمام ماجرا سنایا۔ لڑکی کا والد ابھی پس و پیش ہی کر رہا تھا۔ کہ لڑکی خود اس کے سامنے آگئی اور کہا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ تو اس سے پہلو تہی کیوں کی جائے۔

## ایک دوسرے کو دیکھنے کی اہمیت

اگر انسانی فطرت کو مدنظر رکھ کر اس پر غور کیا جائے۔ تو اس امر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ کیا یہ حیرتناک امر نہیں۔ کہ دو ہستیوں کے درمیان ایک دائمی اور تا زیست قائم رہنے والا معاہدہ قائم ہو رہا ہو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہو۔ اور عادات و اطوار اور شمائل و خصائل تو درکنار انہیں ایک دوسرے کی شکل سے بھی کامل اجنبیت ہو کیا یہ امر دنیا میں روزمرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ کہ انسان کا دل بعض صورتوں کو دیکھتے ہی تنفر اور ناپسندیدگی کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ پھر بالکل غیریت اور ایک دوسرے کی شکل سے کامل بیگانگت کی حالت میں اگر دو نفوس کو باہم پیوست کر دیا جائے۔ تو کیا ایسے ہی تنفر اور منافرت کے پیدا ہو جانے کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ جب یہ احتمال موجود ہے۔ اور یقیناً موجود ہے تو اسے نظر انداز کرنے والا مذہب کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ تمدنی لحاظ سے مکمل ہے۔

## انسانی فطرت سے ناواقفیت

عورت کے پہلو میں بھی اللہ تعالےٰ نے ویسا ہی دل رکھا ہے جیسا مرد کے سینہ میں اور جب مردوں کو بعض عورتیں ایسی نظر نہیں آتیں۔ کہ وہ ساری عمر کے لئے ان کی رفاقت کو گوارا نہیں کر سکیں۔ تو پھر عورت کے متعلق یہ توقع رکھنا۔ کہ جس مرد کے ساتھ اسے منسلک کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ لازماً نباہ کرے گی انسانی فطرت و طبیعت سے کامل ناواقفیت کی علامت ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والا انسان اپنے عمل سے ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ عورت کو حسیات اور جذبات لطیفہ سے بالکل عاری سمجھتا ہے

## یورپین اور ہندو

یورپین اقوام میں تو اس کا رواج ہے۔ لیکن چونکہ ازدواج کے متعلق وہ اسلام کی تعلیم کردہ دیگر ہدایات کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ اس لئے مشکلات کا شکار ہو رہی ہیں۔ ان کے علاوہ ہندو قوم میں اس کی قطعاً ممانعت ہے۔ اور شادی سے قبل لڑکے کا اپنی بیوی کو دیکھنا تو درکنار اس کے زمانہ رشتہ داروں کو بھی اس کی صورت دکھانا معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اور ان کی خانگی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بہت سے گھر آرام و آسائش اور راحت و سرور سے محض اس لئے محروم ہیں۔ کہ خاوند کے دل میں بیوی کے لئے کوئی کشش یا جاذبیت نہیں۔ یا بیوی کو اپنے خاوند کی صورت ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ عام طور پر خانگی جھگڑوں اور بد مزگیوں کو ظاہر کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض ایسے واقعات اخبارات میں آ ہی جاتے ہیں جن سے اسلام کے اس اصل کی صداقت عالم آشکار ہو جاتی ہے

## افسوسناک واقعات

اخبار بین حضرات اس مقدمہ سے ناواقف نہیں ہو سکتے جو ان دنوں ملتان کے ایک ہندو سینیٹری انسپکٹر پر اس الزام میں چل رہا ہے۔ کہ اس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی امداد سے رات کے وقت اس لئے نہر میں ڈبو کر اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کہ وہ خوبصورت نہیں۔ اس کے علاوہ لاہور کے ایک بیرسٹر پر اپنی بیوی کو قتل کر دینے کے الزام میں بھی مقدمہ چل رہا ہے۔ ہم ان واقعات کی صحت یا عدم صحت پر بحث کرنا اپنے فرائض سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن بہر حال ان سے میاں بیوی کے درمیان محض صورت کی ناپسندیدگی کی وجہ سے چپقلش کا احتمال ضرور ثابت ہے۔

## اسلام کے احکام اور موجودہ زمانہ کے مسلمان

اس زمانہ کے مسلمانوں کی اسلامی احکام سے لاپرواہی انہیں بھی طرح طرح کی الجھنوں میں مبتلا کر رہی ہے۔ اور اسلام نے ان کے لئے جو محفوظ اور سلامتی سے پر راستہ تجویز کیا تھا۔ اسے چھوڑ کر غیر مسلموں کی تقلید میں گوناگوں پریشانیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی شادیاں عام طور پر قریبی رشتہ داروں یا قریبی علاقوں میں ہونے کی وجہ سے اکثر لڑکیوں کو دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے اس پہلو کو نظر انداز کر کے مشکلات کا شکار ہونے کے واقعات ان کے ہاں بہ نسبت دیگر اقوام کے بہت کم ہوتے ہیں۔ تاہم جسقدر غفلت کی جاتی ہے۔ اس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑتا ہے۔

## ایک عبرت آموز واقعہ

ایک مسلمان خاندان کے اس فروگذاشت کی وجہ سے افسوسناک پریشانی میں مبتلا ہونے کا عبرت آموز واقعہ حال میں اخبارات میں شائع ہوا ہے جو یہ ہے۔ کہ میرپور خاص (سندھ) کے قریب ایک بستی میں دو مسلمان بھائی رہتے ہیں۔ وہ ایک ہی دن دونوں اپنی اپنی دولھنوں کو بیاہ کر اپنے ہاں لائے۔ سندھ میں یہ رسم ہے۔ کہ پہلی شب دولھا کی بہن اپنی بھاوج کو دولھا کے کمرہ میں پہنچاتی ہے۔ چونکہ ان کی کوئی حقیقی بہن نہ تھی۔ اس لئے ایک ایسی لڑکی کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ جو رشتہ کی بہن تھی مگر اس امر سے ناواقف تھی۔ کہ کونسی دلہن کس کی ہے۔ اس نے دولھنوں کو بدل کر ایک دوسرے کے کمرے میں پہنچا دیا۔ اور چونکہ اس وقت سے پہلے میاں بیوی نے بھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے کسی کو کوئی اشتباہ نہ پیدا ہوا لیکن دوسری شب دلھنوں کو کمرے میں پہنچانے پر ایک اور عورت مامور ہوئی۔ جو دونوں سے بخوبی واقف تھی۔ اور جانتی تھی۔ کہ کون کس کی بیوی ہے۔ اس نے دونوں کو ان کے اصل خاوندوں کے پاس پہنچا دیا۔ جو دلہن اس شخص کی شکل سے جسے وہ اپنا خاوند سمجھی۔ کسی قدر آشنا ہو چکی تھی۔ اس نے ایک اور مرد کو اپنے کمرہ میں دیکھ کر گھبراہٹ ظاہر کی۔ اور یہ خیال کر کے کہ یہ کوئی غیر مرد ہے۔ شور مچانے لگ گئی۔ اور جب گھر کے افراد جمع ہو گئے۔ تو دلہن نے کہا۔ یہ میرا خاوند نہیں ہے۔ جب تحقیقات کی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کس قدر فاش غلطی کا ارتکاب شب اول کیا جا چکا ہے۔ اب یہ خاندان ایک عجیب مصیبت میں پڑا ہے علماء سے فتوے دریافت کئے جا رہے ہیں۔ کہ اس صورت میں کیا کیا جائے۔ اور اسلام کے ایک حکم کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے ان کے لئے سخت پریشانی کا دروازہ کھل گیا ہے

## بے جا اعتراض

مخالفین اسلام اس واقعہ کو پیش کر کے اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ اسلام میں چونکہ پردہ کا حکم ہے۔ اس لئے یہ مشکل پیش آئی۔ مگر یہ اسلام پر نہیں۔ بلکہ ان لوگوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے جنہوں نے اسلام کے اس ضروری حکم کو نظر انداز کر دیا۔ کہ خاوند بیوی بننے والے مرد و عورت کو ایک دوسرے کی شکل کا شناسا ہونا چاہیئے۔ بے شک اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ اور اس طرح ان قباحتوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ جو بے پردگی کی حالت میں پیدا ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اور ہدایات بھی دی ہیں۔ جنکا موقع اور محل کے لحاظ سے خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی انکو نظر انداز کر کے نقصان اٹھاتا ہے۔ تو اسکی ذمہ داری خود اسپر عائد ہوتی ہے۔ نہ کہ اسلام پر۔

## نظارتوں کے اعلانات

### تقرر امیر

شیخ محمد حسین صاحب سب جج کو جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے لئے اور مولوی عبد المنان صاحب کو جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۳۰ اپریل ۳۵ء تک امیر مقرر فرما دیا ہے۔ ہر دو جماعتیں مطلع رہیں۔

ناظر اعلیٰ ۱۹ جولائی

### قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے موقعہ پر بعد مشورہ نمائندگان فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ "قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو۔ شائع کر دیا جائے دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کر دیں"

اس لئے گذارش ہے کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہونچائیں۔ اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کرا دیں۔ یہ کام نہایت توجہ اور تندہی سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ طباعت کا کام جلد سے جلد ہاتھ میں لیا جائے

ناظر تالیف تصنیف

### دو کتب کی ضرورت

مرکزی لائیبریری صدر انجمن احمدیہ قادیان میں سکھ مذہب کی دو مستند کتب سورج پرکاش اور ٹیکہ گرنتھ صاحب کی حوالہ جات کیلئے بہت ضرورت رہتی ہیں۔ یہ کتب لائیبریری ہذا میں نہیں ہیں۔ ان کی قیمت معہ محصول بالعے روپیہ ہے۔ چونکہ بجٹ میں اس سال کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اس لئے گذارش ہے۔ کہ کوئی دوست ہر دو کتب لائیبریری کے لئے خرید کر عطا فرمائیں۔ موجب ثواب ہوگا۔ سورج پرکاش کی قیمت ۶۰ روپیہ ہے۔ اور ٹیکہ گرنتھ کی قیمت اندازاً ۸۰ روپیہ ہے۔

ناظر تالیف و تصنیف

## نظارت تالیف و تصنیف کا ایک ضروری اعلان

مرکزی لائیبریری صدر انجمن احمدیہ قادیان میں تمام ایسی کتب۔ رسائل۔ ٹریکٹ۔ اشتہارات کے جمع رکھنے کی ضرورت ہے جو اسلام کے خلاف یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مخالفین کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں۔

۲۔ تمام ایسی ضروری کتب جو خواہ کسی مذہب کی تائید میں لکھی ہوئی ہوں یا مخالفت میں خواہ قدیم ہوں یا جدید خواہ کسی زبان میں ہوں۔ ہمارے نزدیک صحیح ہوں یا غلط کوشش کی جائے۔ کہ ایسے مطبوعات کے کم از کم ایک یا دو دو نسخے ضرور ارسال کئے جائیں۔ تاکہ حتی الوسع ان کے جوابات بھی لکھوا کر شائع کرائے جائیں اور آنے والی نسلوں کے لئے بطور ریکارڈ محفوظ بھی رکھے جائیں۔

جن جن مقامات میں سکرٹری تالیف و تصنیف مقرر ہیں وہ توجہ سے اپنے اپنے علاقوں کے کتب فروشوں وغیرہ سے یا پرانے مخالفین کے گھروں سے اس قسم کا لٹریچر جمع کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اور جہاں سکرٹری تالیف تصنیف ابھی تک مقرر نہیں ہوئے۔ وہاں سکرٹری صاحبان تبلیغ ازراہ مہربانی یہ کام سر انجام دیں۔ (ناظر تالیف تصنیف)

### ضلع گوجرانوالہ کی جماعتوں کو اطلاع

مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل مہتمم تبلیغ ضلع گوجرانوالہ کو گوجرانوالہ بھیج دیا گیا ہے۔ وہ تمام جماعتوں میں پہنچنے کی کوشش کرینگے۔ انشاء اللہ مگر چونکہ اس ضلع کی تنظیم اب ہو رہی ہے ممکن ہے۔ ان کو بعض جماعتوں کا پتہ نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک احمدی جماعت کو چاہیئے کہ اپنا مفصل پتہ اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ لکھ کر مرزا محمد شریف بیگ صاحب نائب مہتمم تبلیغ گوجرانوالہ کی خدمت میں بھیج دیں۔ تاکہ وہ پروگرام آسانی سے تیار کر سکیں۔ اور کوئی جماعت پروگرام سے رہ نہ جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

### ایک استانی کی ضرورت

سردار شیر بہادر خان صاحب کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کو گرلز سکول کے واسطے ایک شریف استانی کی اشد ضرورت ہے جو علاوہ اردو تعلیم کے قرآن مجید اور ضروری دینی تعلیم بھی دے سکے۔ گرلز سکول کی منظوری کے واسطے کوشش کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ عنقریب سکول منظور ہو کر استانی کی تنخواہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے ملنے لگ جائیگی لیکن چونکہ ابھی تک اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے کم از کم جو تنخواہ درخواست کرنے والی استانیاں لینے کے لئے رضامند ہوں اپنی درخواست میں اس کی تصریح کر دیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

## مقدمہ حقوق ازدواج میں سب جج ملتان کا فیصلہ

بہاولپور میں ایک احمدی عبد الرزاق صاحب کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ چل رہا ہے۔ دراصل وہ نکاح ریاست میں نہیں۔ بلکہ انگریزی علاقہ میں ہوا تھا۔ اور فریقین بھی ضلع ملتان کے باشندے ہیں۔ اس وجہ سے عبد الرزاق صاحب نے ملتان میں حقوق ازدواج کے متعلق مقدمہ دائر کیا۔ جس کا جناب لالہ ملکھراج صاحب بھاٹیہ۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج درجہ دوم ملتان نے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مقدمہ دیوانی ۹۲ بابت ۱۹۳۲ء نمبر ۱۴۱۱ اے ایم

تاریخ داخلہ عرضی دعوے۔ ۲۳ اگست ۱۹۳۲ء

تاریخ فیصلہ — ۱۷ جون ۱۹۳۳ء

عبد الرزاق ولد جان محمد قوم پاجوہ احمدی سکنہ قصبہ لودھراں۔

مدعی

بنام

(۱) مسماۃ عائشہ بی بی زوجہ مدعی قوم ملانا

(۲) الٰہی بخش ولد محمود قوم ملانا قصبہ لودھراں ضلع ملتان

مدعا علیہم

مقدمہ درباره دلاپانے حقوق ازدواجگی بخلاف مدعا علیہا ۱ نیز دوبارہ جاری کرنے دوامی حکم امتناعی برخلاف مدعا علیہ ۲ کہ تا وہ مدعا علیہا ۱ کو مدعی کے ہمراہ بود و باش رکھنے میں روکاوٹ پیدا نہ کرے۔

### فیصلہ

مسماۃ عائشہ بی بی مدعا علیہا ۱ الٰہی بخش کی بیٹی۔ مدعی بیان کرتا ہے۔ کہ لڑکی کا نکاح مدعی کے ساتھ اس کے والد مدعا علیہ ۲ نے ۱۴ اگست ۱۹۱۶ء کو کرا دیا تھا۔ نکاح کا اندراج رجسٹر نکاح خوانی میں کیا گیا تھا۔ مدعا علیہا ۱ نے مدعی کے گھر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور مدعا علیہ ۲ نے اسکی اعانت کی ہے۔ اس لئے مدعی نے مدعا علیہا ۱ کے خلاف حقوق زن و شوئی کے حاصل کرنے اور مدعا علیہ ۲ کے خلاف دوامی حکم امتناعی کے حصول کے لئے دعویٰ دائر کیا۔ کئی مرتبہ مدعا علیہم پر سمن جاری کرائے گئے۔ الٰہی بخش پر تعمیل سمن اصالتاً ہو چکی ہے۔ اور مسماۃ عائشہ بی بی پر تعمیل سمن بذریعہ اس کے باپ کے عمل میں آ چکی ہے۔ یکطرفہ کارروائی ان کے خلاف عمل میں آتی تھی۔ مدعی نے نکاح خوانی کے رجسٹر کی مصدقہ نقل (پی۔ ۱) پیش کی ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کلرک محبوب علی نے رجسٹر بھی پیش کر دیا ہے۔ اندراج کا کاتب دین محمد (پی۔ ڈبلیو۔ ۲) ہے

(۵) فریقین میں شادی کا واقع ہونا ثابت کرتا ہے۔ غلام رسول (پی۔ ڈبلیو ۳) شادی کے موقعہ پر حاضر تھا۔ عمر خطاب (پی ڈبلیو ۔ ۴) بیان کرتا ہے۔ کہ مدعا علیہ ۲ نے اپنی لڑکی کو مدعی کے گھر بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ مدعی کا حلفیہ بیان بھی قلمبند کیا گیا ہے۔ مدعی کا دعوے زبانی اور تحریری شہادتوں سے کامل طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ مدعی کے حق میں مدعا علیہا ۱ کے خلاف برائے بحالی حقوق زن وشوئی اور مدعا علیہ ۲ کے خلاف بابت جاری کرنے دوامی حکم امتناعی یک طرفہ ڈگری دیتا ہوں۔ اس مقدمہ کے اخراجات مدعا علیہم سے وصول کئے جا سکتے ہیں۔ ۱۷ جون ۱۹۳۳ء

دستخط ملک مہراج بھاٹیہ سب جج درجہ دوم ملتان

اس مقدمہ کی سرانجام دہی میں جماعت احمدیہ ملتان اور ملک عمر خطاب صاحب کی سعی قابل شکریہ ہے ؛

(ناظر امور عامہ قادیان)

# پبلسٹی آفس پونچھ کا اعلان

اخبار ترجمان جموں مورخہ یکم جولائی ۳۳ء کے ص ۳ کالم ۳ میں جو مضمون عنوان "رسوائے عالم ہندوستان ام" کے تحت اور اخبار احمدیہ الفضل (قادیان) مورخہ ۲ جولائی ۳۳ء کے صفحہ ۲ کالم ۱ میں زیر سرخی وزیر پونچھ کا افسوسناک رویہ دو مضمون شائع ہوئے۔ موخر الذکر مضمون کی تردید منجانب سید زین العابدین شاہ صاحب سیاسی نمائندہ احمدیہ جماعت و ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ہو چکی ہے۔ ان مضامین میں جناب وزیر صاحب بہادر پونچھ کی شان میں نازیبا و غیر مہذب الفاظ تحریر کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے جملہ ہندو مسلم سکھ مقامی انجمنوں و سوسائیٹوں سے اظہار ناراضگی و نفرت کے متعدد ریزولیوشن حکومت کو پہنچ چکے ہیں۔ اور اخبار ترجمان کے اس سراپا غلط مضمون کو کسی واحد غیر ذمہ دار شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وزیر صاحب بہادر فرقہ وارانہ روح سے بالاتر ہیں۔

(سید محمد امیر علی شاہ جعفری عفی اللہ عنہ پبلسٹی آفیسر پونچھ)

# ایک قابل امداد بھائی

ضلع سیالکوٹ کے ایک مخلص احمدی معزز زمیندار بھائی قرضہ سے بہت زیر بار ہو گئے ہیں۔ ان کی ملکیت میں زمین کا ایک بڑا رقبہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ اور چھ سات مربعہ جات علاقہ سرگودہا میں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں سے کچھ حصہ زمین کا فروخت کر کے قرضہ سے سبکدوش ہو جائیں مربعہ جات گھوڑی پال ہیں۔ چار گھوڑیاں ہیں۔ الگ الگ گھوڑی فروخت کرنے کی گورنمنٹ سے اجازت نہیں۔ اگر کوئی دوست ان زمینوں میں سے کوئی خریدنا چاہتے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ اس میں انشاء اللہ خریدنے والے احباب کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور مقروض بھائی کو بھی قرض سے نجات ہو جائے گی خریدار صرف زراعت پیشہ احباب ہو سکتے ہیں (ناظر امور عامہ قادیان)

# احمدی وکلاء کے متعلق بعض غلط فہمیوں کی تردید

## مسمی مقدر علی بیگ (میرپور) کے ۵۹ اشخاص ملزموں کا حلفیہ بیان

ہم جن کے انگوٹھے اور دستخط ذیل میں ثبت ہیں محض حق و انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل حلفیہ بیان شائع کراتے ہیں :

احمدی وکلاء جو ایک عرصے سے ہمارے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ کبھی بھی انہوں نے ہم سے ایک دمڑی محنتانہ وصول کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی کبھی آج تک ان کے کسی کارکن نے کسی رنگ میں بھی احمدیت کی تبلیغ کی ہے۔ بلکہ جہاں تک ہمیں یاد پڑتا ہے۔ کبھی انہوں نے احمدیت کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس لئے ہم تمام ایسے لوگوں کے خلاف جو ایسے ہمدرد اور ایثار پیشہ مسلمانوں کو سراسر غلط الزامات لگا کر بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ نفرت و حقارت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور دوسری طرف تمام احمدی وکلاء کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات کا کھلم کھلا اعتراف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر ان کی خدمات پر منصفانہ نظر ڈالی جائے۔ تو ہم کبھی بھی ان کے شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے ؛

بالآخر ہم سابق صدر کشمیر کمیٹی کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے زمانۂ صدارت میں مظلوموں کی مدد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور باوجود صدارت سے علیحدگی اختیار کرنے کے ہماری درخواست کے مطابق چودہری محمد یوسف خان صاحب کو ہمارے مقدمہ کی پیروی کا حکم صادر فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء

(۱) بوٹا خان (۲) گاموں (۳) محمد (۴) گلو (۵) بھاگو (۶) اللہ دتا (۷) پیندا خان (۸) محمد عالم (۹) غلام محمد (۱۰) یوسف خان (۱۱) کرم الٰہی (۱۲) محمد الٰہی (۱۳) محمد اشرف (۱۴) کرماں (۱۵) غلام حسین (۱۶) نوروداد (۱۷) رحمت خان (۱۸) باتا خان (۱۹) شاہ ولی (۲۰) حیات علی (۲۱) لدھا خان (۲۲) مستری امام الدین (۲۳) غلام محمد ترکھان (۲۴) محمد خان (۲۵) کالو (۲۶) نتھو (۲۷) عدالت خان (۲۸) امیر علی (۲۹) مشرف خان (۳۰) پہلوان (۳۱) محمد ولد نیاز (۳۲) فتح محمد (۳۳) سکھراج (۳۴) کرم داد (۳۵) لدھا (۳۶) شاہ بیو حجام (۳۷) لبستا (۳۸) نانکو (۳۹) نبی ولد ستارہ (۴۰) نبی ولد نتھو (۴۱) پولا (۴۲) نور عالم (۴۳) جلال الدین (۴۴) نتھو ولد اللہ دتا (۴۵) فضل احمد (۴۶) امام الدین (۴۷) نوری (۴۸) گھامی (۴۹) لال خان (۵۰) شاہ نواز (۵۱) شیرا (۵۲) احمداد (۵۳) اللہ داد (۵۴) احمد دین (۵۵) محبت (۵۶) اللہ دتا خان (۵۷) برکت خان (۵۸) محمد حسین گجر (۵۹) محمد ولد رجاؤ ؛

# مسٹر کالون اور مسلمانان کشمیر

جب مسلمانان کشمیر نے مسٹر کالون کے بطور وزیر اعظم مقرر ہونے کی خبر سنی۔ تو ان کے دلوں میں خوشی اور مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور جمیع مسلمانوں نے خیال کیا۔ کہ اب انکی تمام مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور گلینسی کمیشن کی سفارشات جلد تر عمل میں لائی جائیں گی۔ ابتدا میں مسٹر کالون کے سامنے بے حد مشکلات اور پیچیدہ حالات تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ اور تقریباً دو سال تک انہیں موقع دیا۔ کہ وہ ملک میں گلینسی کمیشن کی سفارشات کو نافذ کر سکیں۔ لیکن باوجود ہر قسم کا امن ہونے پر کافی عرصہ گزرنے کے گلینسی کمیشن کی سفارشات پر مناسب عمل نہ ہوا۔ اور جب مسلمانوں میں اس کے متعلق بے چینی سی پیدا ہوئی۔ تو کسی نہ کسی بہانہ سے قومی کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور مسٹر کالون کی حکومت نے بیرونی دنیا کو یہ بتایا۔ کہ مسلمانوں کی دو پارٹیاں آپس میں جنگ وجدل کرتی ہیں۔ اس لئے مسٹر عبد اللہ مسٹر غلام نبی۔ اور مفتی ضیاء الدین اور غلام محمد بخشی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جائے تعجب ہے۔ کہ فساد کریں دو میر واعظوں کی پارٹیاں۔ اور وہ دونوں آزاد پھر رہے ہوں۔ اگر کچھ اس کے متعلق کیا بھی گیا۔ تو صرف اسی قدر کہ دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت دونوں واعظوں سے ضمانت لے لی گئی۔ لیکن ان قومی کارکنوں کو جن کا قصور صرف یہ تھا۔ کہ انہوں نے کیوں گلینسی کمیشن کی سفارشات پر عمل کرنے کے لئے حکومت کو تاکید کی۔ بغیر مقدمہ چلائے نامعلوم عرصہ کے لئے گرفتار کر لیا۔ مسٹر کالون کا یہ طریق عمل کچھ اس قسم کا ہے۔ کہ مسلمان اب مسٹر کالون اور ان کی حکومت پر اعتماد نہیں رکھتے۔ مسٹر وجاہت حسین اور مسٹر رہتہ پہلے ہی مسلمانوں کی نظروں سے گر چکے ہیں۔ اب کالون صاحب نے ان کو اپنا مشیر کار بنا کر اپنے راستہ کو اور خراب کر لیا ہے ؛

اور سٹر کالون کی حکومت ناکام ثابت ہو رہی ہے اس طرح وہ نیک خیالات جو مسلمانوں کو ایک انگریز وزیر کے متعلق تھے نابود ہوتے جا رہے ہیں۔ جس کا نمایاں ثبوت کشمیر کی موجودہ حالت ہے کشمیر میں اب حالت یہ ہے کہ پھر ہندو وزیروں نے اپنی پارٹی قائم کر لی ہے۔ جو خود امن قائم رکھنے کی خواہاں نہیں۔ خطۂ کشمیر پھر جبر و استبداد کا شکار ہو رہا ہے۔ سابق ظالم وزیر ہری کشن کول کے مظالم دہرائے جا رہے ہیں۔ کشمیر کے ڈائر سدر لینڈ کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔ کرتار سنگھ پھر طاقت میں آگیا ہے غرض سب وزیر پھر مسلمانوں کو کچل کر رکھ دینے کے لئے آمادہ ہوئے ہیں۔ اور سٹر کالون کی حکومت ایک تماشہ بن کر رہ گئی ہے۔ سٹر کالون کا فرض تھا کہ وہ گذشتہ واقعات سے تجربہ حاصل کریں اور ان شرم ناک واقعات کو روکیں جن سے ریاست کشمیر دنیا بھر میں بدنام ہو چکی ہے۔ مسلمان اب ریاست کی تمام طاغوتی طاقتوں سے آشنا ہو چکے ہیں۔ اور یہ ظلم و ستم ان کو ڈرا نہیں سکتے۔ لیکن مناسب اور بہتر یہی ہے۔ کہ حکومت دوبارہ مسلمانوں کا امتحان نہ لے اور ناخوشگوار حالات پیدا نہ ہونے دے۔

آخیر میں جمیع مسلمانان ریاست جموں و کشمیر سے درخواست ہے کہ وہ آپس میں اتحاد و اتفاق کے دائرہ کو پہلے سے زیادہ وسیع کریں۔ اور غداران قوم یعنی یوسف شاہی پارٹی کے دام فریب میں ہرگز ہرگز نہ آئیں۔ اس رسوائے عالم یوسف شاہ ملاّ ہی نے مسلمانوں میں نفاق اور دشمنی پیدا کی ہے۔ پس مخلص اور غیور مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ فرقہ بازی کو بالائے طاق رکھ کر خدمت قوم کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ فتح مسلمانوں کی ہوگی۔ (نامہ نگار)

# اخبار "زمیندار" کو مولوی عصمت اللہ صاحب کا نوٹس

۱۷ جولائی کو جہلم میں ایک چھوٹا سا جلسہ مولوی ظفر علی آف زمیندار کے آنے پر منعقد ہوا جس میں مولوی صاحب نے لوگوں کو زمیندار کے خریدار ہونے کی ترغیب دی۔ اور محمد اشرف نام ایک احراری نے تائید کی۔ اس جلسہ میں مولوی عصمت اللہ صاحب مناظر اور مبلغ اسلام ہرگز نہیں گئے۔ اور نہ کوئی بات چیت کی۔ زمیندار کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ کہ اس نے اپنے اخبار ۲۰ جولائی میں شائع کر دیا۔ کہ مولوی صاحب موصوف کا محمد اشرف سے مناظرہ ہوا۔ اور مولوی صاحب شکست کھا کر رفوچکر ہو گئے۔ چونکہ زمیندار کی اس صریح کذب بیانی سے مولوی صاحب ممدوح کی شہرت اور وقار کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے انہوں نے شیخ محمد شفیع صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ جہلم کی وساطت سے ایڈیٹر زمیندار کے نام نوٹس جاری کر دیا ہے۔ کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس جھوٹی خبر کی اشاعت پر اظہار افسوس و ندامت کرے۔ اور اخبار میں اس خبر کی تردید شائع کرے۔ ورنہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ نقل نوٹس درج ذیل ہے۔

عبدالعزیز سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام۔ جہلم

نوٹس منجانب مولوی عصمت اللہ صاحب بنام مسٹر اختر علی خاں ایڈیٹر و پبلشر و پرنٹر اخبار زمیندار۔ لاہور

بموجب ہدایت موکلم مولانا عصمت صاحب آپ کو قلمی ہے۔ کہ آپ کے اخبار زمیندار مورخہ ۲۰ جولائی کے صفحہ ۴ کالم ۲-۳ میں موکلم کے متعلق حسب ذیل خبر شائع کی گئی ہے۔ "رات کو شہر جہلم میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ایک مرزائی مسمی عصمت اللہ نے حسب عادت مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ مسٹر محمد اشرف اور مذکورہ بالا مرزائی کے درمیان مختصر سا مباحثہ ہوا اور عصمت اللہ شکست کھا کر جلسہ سے رفوچکر ہو گیا۔"

یہ خبر اور رپورٹ بالکل بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ اور اس کی اشاعت سے موکلم کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور موکلم کی شہرت کو سخت نقصان پہنچا۔ اور پبلک میں موکلم کے وقار کو سخت نقصان پہنچیگا۔ بدیں وجہ آپ عرصہ ایک ہفتہ میں اس خبر کی کلی طور پر تردید اخبار میں شائع کریں۔ اور اس کی اشاعت پر اظہار ندامت و افسوس کریں۔ اور معافی طلب کریں۔ ورنہ آپکے خلاف بعد انقضائے میعاد مذکور قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔ شیخ محمد شفیع صاحب ایڈووکیٹ جہلم

# الفضل کے وی پی کی اطلاع

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۶ جولائی سے ۱۵ اگست تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں یہ اصحاب از راہ مہربانی اپنے اپنے چندے قبل از پانچ اگست دفتر الفضل میں بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ یا دستی بھجوا دیں۔ ورنہ ان کے نام وی پی کر دیئے جائیں گے۔ مینیجر الفضل

| نمبر خریداری | نام |
|---|---|
| ۳۴ | مرزا برکت علی صاحب |
| ۵۷ | سید صادق حسین صاحب |
| ۱۶۱ | پیر حاجی احمد صاحب |
| ۲۱۳ | محمد عثمان صاحب |
| ۲۶۵ | چوہدری غلام محمد صاحب |
| ۲۹۱ | ملک سردار خان صاحب |
| ۳۲۵ | ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب |
| ۴۱۸ | غلام جبار صاحب |
| ۶۸۳ | محمد آمین فضل کریم صاحب |
| ۸۱۷ | سید فخر الاسلام صاحب |
| ۹۲۷ | بابو عبید اللہ صاحب |
| ۱۴۳۰ | بابو محمد شفیع صاحب |
| ۱۶۰۶ | جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب |
| ۱۶۷۱ | جناب عبد الغفار صاحب |
| ۱۶۹۱ | مولوی غلام رسول صاحب |
| ۱۷۰۹ | ماسٹر خیر عالم صاحب |
| ۱۷۵۰ | بابو نصر اللہ خان صاحب |
| ۱۴۱۹ | قاضی محمد حسین صاحب |
| ۲۱۶۰ | محمد ابراہیم صاحب |
| ۲۲۰۵ | چوہدری محمد حیات صاحب |
| ۲۳۰۶ | امیر حسین صاحب |
| ۲۳۵۷ | ڈاکٹر محمد شفیع صاحب |
| ۲۷۳۰ | چوہدری اللہ دتا صاحب |
| ۲۷۸۸ | چوہدری فضل احمد صاحب |
| ۲۸۷۱ | ملک صاحب خان صاحب نون |
| ۳۲۲۱ | غلام احمد صاحب |
| ۳۴۸۳ | چوہدری نعمت خان صاحب |
| ۳۷۲۵ | مرزا اکبر بیگ صاحب |
| ۲۷۵۹ | بابو شمس الدین صاحب |
| ۴۰۰۸ | ماسٹر فتح محمد صاحب |
| ۴۲۷۹ | محمد شفیع صاحب |
| ۴۳۰۲ | ملک سلطان محمد خان صاحب |
| ۴۳۲۳ | مسٹر کریم بخش صاحب |
| ۴۳۴۷ | غلام احمد صاحب |
| ۴۷۸۵ | ڈاکٹر شیر محمد عمانی صاحب |
| ۴۸۰۰ | ڈاکٹر سید عبد الوحید صاحب |
| ۴۸۲۳ | ایم شرف الدین صاحب |
| ۴۸۲۹ | محمد حسین صاحب |
| ۴۸۶۰ | امام بخش صاحب |
| ۴۹۲۵ | ایم عبد الرحیم صاحب |
| ۵۲۲۴ | منشی غلام محمد صاحب |
| ۵۳۰۴ | چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب |
| ۵۳۳۰ | چوہدری سردار خان صاحب |
| ۵۳۶۷ | محمد اسمٰعیل صاحب |
| ۵۳۸۸ | محمد دین صاحب احمدی |
| ۵۶۱۴ | مقدم کرم الٰہی صاحب |
| ۵۸۳۴ | ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب |
| ۵۸۳۹ | بابو احمد خان صاحب |
| ۵۸۶۰ | محمد حاجی ایوب صاحب |
| ۵۸۶۵ | محمد دعلی صاحب |
| ۶۱۰۶ | بابو مولا بخش صاحب |
| ۶۲۱۱ | عبد القیوم صاحب |
| ۶۳۲۱ | محمد عالم صاحب |
| ۶۳۴۸ | محمد طفیل محمد حسین صاحب |
| ۶۴۲۶ | چوہدری غلام محمد صاحب |
| ۶۴۳۴ | خان صاحب فدا حسین صاحب |
| ۶۴۳۶ | بابو احمد جان صاحب |
| ۶۴۷۲ | اے جی ناصر صاحب |
| ۶۴۸۳ | شیخ محمد صدیق صاحب |
| ۶۷۷۶ | حبیب الرحمٰن صاحب |
| ۶۸۱۴ | عزیز احمد صاحب |
| ۶۸۳۸ | مہر الدین صاحب |
| ۶۸۸۰ | محمد الیاس صاحب |
| ۶۸۸۱ | ننھے خان صاحب |
| ۶۹۵۳ | حکیم نظام الدین صاحب |
| ۷۱۲۱ | ڈاکٹر محمد حسین صاحب |
| ۷۱۲۸ | مستری غلام رسول صاحب |
| ۷۱۴۷ | جناب محمد حیات صاحب |
| ۷۱۵۰ | چوہدری عنایت اللہ صاحب |
| ۷۱۵۴ | خلیفہ نور الدین صاحب |
| ۷۲۴۰ | چوہدری سردار احمد صاحب |
| ۷۲۵۷ | بنت ڈاکٹر احمد خان صاحب |
| ۷۲۸۵ | سلطان احمد صاحب |
| ۷۳۰۷ | محمد علی صاحب |
| ۷۴۳۹ | صلاح الدین صاحب |
| ۷۵۰۵ | میجر فضل الدین صاحب |
| ۷۵۶۰ | ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ |
| ۷۷۴۰ | سید ضیاء الحق صاحب |
| ۷۷۴۵ | ایم۔ ایم سلیم صاحب |
| ۷۷۶۸ | ڈاکٹر محمد لطیف صاحب |
| ۷۸۵۹ | مولا بخش صاحب |
| ۷۹۱۱ | مستری محبوب عالم صاحب |
| ۷۹۱۲ | چوہدری غلام حسین صاحب |
| ۷۹۶۶ | میر حمید اللہ صاحب |
| ۷۹۷۵ | مولوی محمد عبد اللہ صاحب |
| ۸۰۲۰ | محمد عبد العزیز صاحب |
| ۸۰۴۲ | محمد کبلی صاحب |
| ۸۰۴۸ | محمد احمد صاحب |
| ۸۰۴۹ | محمد ابراہیم صاحب |
| ۸۰۷۵ | رشید احمد صاحب |
| ۸۱۴۴ | عبد الحق صاحب |
| ۸۱۶۵ | بابو غلام محمد صاحب |
| ۸۲۲۹ | چوہدری نور محمد صاحب |
| ۸۲۸۶ | محمد بخش صاحب |
| ۸۳۰۳ | غلام نبی صاحب |
| ۸۳۱۳ | مستری محمد صدیق صاحب |
| ۸۳۲۷ | حکیم میر سعادت علی صاحب |
| ۸۳۳۰ | محمد الدین صاحب |
| ۸۳۳۴ | فضل الرحمٰن صاحب |
| ۸۳۳۷ | خانصاحب ذو الفقار علی خانصاحب |
| ۸۳۳۹ | ایم کے یوسف حسن صاحب |
| ۸۳۴۶ | ڈاکٹر فیض الحق خان صاحب |
| ۸۳۴۸ | کریم بخش صاحب |
| ۸۳۵۳ | ماسٹر کالے خان صاحب |
| ۸۳۵۵ | سید نادر شاہ صاحب |
| ۸۴۲۱ | چوہدری مہر الدین صاحب |
| ۸۴۲۷ | خواجہ حفیظ اللہ صاحب |
| ۸۴۵۰ | سید محمد مقصود شاہ صاحب |
| ۸۴۷۲ | ملک کرم الٰہی صاحب |
| ۸۴۹۵ | مرزا احمد شفیع صاحب |
| ۸۵۰۷ | ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب |
| ۸۵۳۰ | چوہدری محمد جعفر خان صاحب |
| ۸۵۶۷ | سردار امیر محمد خان صاحب |
| ۸۵۷۰ | محمد علی صاحب |
| ۸۵۷۳ | محمد اشرف صاحب |
| ۸۵۷۶ | احمد الدین صاحب |
| ۸۵۸۴ | بیجو صاحب آریہ مسافر |
| ۸۵۹۷ | فرزند علی صاحب |
| ۸۶۰۲ | عبد العزیز صاحب |
| ۸۶۰۵ | جلال الدین صاحب |
| ۸۶۶۳ | بابو غلام حسین صاحب |
| ۸۶۸۳ | بشیر احمد صاحب |
| ۸۷۳۳ | عبد الغفور صاحب |
| ۸۷۴۴ | محمد صدیق احمد صاحب |
| ۸۷۴۸ | امیر عالم صاحب |
| ۸۷۵۵ | کریم بخش صاحب |
| ۸۷۷۵ | عباس علی شاہ صاحب |
| ۸۸۰۶ | سید مشتاق احمد صاحب |
| ۸۸۴۶ | سید فیاض الدین صاحب |
| ۸۸۴۹ | چوہدری سراج الدین صاحب |
| ۸۸۵۷ | منشی محمد عالم صاحب |
| ۸۸۶۱ | ڈاکٹر بشیر احمد صاحب |
| ۸۸۶۴ | چوہدری علی احمد صاحب |
| ۸۸۶۶ | ولی محمد صاحب |
| ۸۸۷۰ | اللہ دتہ صاحب |
| ۸۸۷۸ | محمد عمر صاحب |
| ۸۸۸۵ | عبد العلی صاحب |
| ۸۸۸۷ | چوہدری عاشق محمد خانصاحب |
| ۸۸۹۰ | محمد شفیع خان صاحب |
| ۸۸۹۴ | ایم عبد العزیز صاحب |
| ۸۸۹۷ | عبد الصمد صاحب |
| ۸۹۰۷ | عبد الغنی و عبد الرزاق صاحب |
| ۸۹۹۶ | شیخ کرم الدین صاحب |
| ۹۰۲۱ | عبد العزیز صاحب |
| ۹۰۳۵ | اے عبد الرحمٰن صاحب |
| ۹۰۴۴ | سردار خان صاحب |
| ۹۰۶۹ | محمد صادق صاحب |
| ۹۱۱۰ | محمد لطیف صاحب |
| ۹۱۵۸ | سیٹھ خیر الدین صاحب |
| ۹۱۶۱ | حسین بخش صاحب |
| ۹۱۶۳ | سید محمد افضل شاہ صاحب |
| ۹۱۷۰ | خادم علی صاحب |
| ۹۱۸۱ | صوفی عبد الحکیم صاحب |
| ۹۱۸۲ | شیخ انعام اللہ صاحب |
| ۹۱۹۲ | حاجی جلال الدین صاحب |
| ۹۲۴۰ | سید زمان شاہ صاحب |
| ۹۲۴۹ | مستری نور محمد صاحب |
| ۹۳۰۳ | ماسٹر احسان اللہ خانصاحب |
| ۹۳۰۴ | قمر الدین صاحب |
| ۹۳۲۵ | غلام ہمدانی صاحب |
| ۹۳۳۴ | منشی عبد اللہ خان صاحب |
| ۹۳۴۲ | سردار محمد صاحب |
| ۹۳۵۳ | شکر الٰہی صاحب |
| ۹۳۵۹ | غلام محی الدین صاحب |
| ۹۴۰۴ | محب الرحمٰن صاحب |
| ۹۴۱۳ | ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب |
| ۹۴۱۷ | حکیم محمد بخش صاحب |
| ۹۴۱۹ | سید شمس الحسن صاحب |
| ۹۴۲۱ | احمد جان صاحب |
| ۹۴۲۲ | عبد اللہ خان صاحب |
| ۹۴۲۵ | منظور احمد صاحب |
| ۹۴۳۲ | سکرٹری انجمن احمدیہ |
| ۹۴۳۵ | محمد اسحاق صاحب |
| ۹۴۳۷ | فیروز الدین صاحب |
| ۹۴۴۲ | چوہدری صادق علی صاحب |
| ۹۴۴۳ | محمد صاحب حکیم |
| ۹۴۴۴ | چوہدری مہر الدین صاحب |
| ۹۴۵۵ | مرزا عبد الحق صاحب |
| ۹۴۷۲ | شیخ فضل کریم صاحب |
| ۹۴۹۳ | مرزا فضل الٰہی صاحب |
| ۹۵۲۹ | امیر الدین احمد صاحب |
| ۹۵۴۵ | شیخ فیروز الدین صاحب |
| ۹۵۴۸ | حاجی اے کے احمد صاحب |
| ۹۵۸۴ | کریم بخش صاحب |
| ۹۵۹۱ | محمد ثناء اللہ خان صاحب |
| ۹۵۹۸ | سید تاج حسین صاحب |
| ۹۶۲۱ | شیر محمد خان صاحب |
| ۹۶۲۲ | لفٹنٹ ایجوٹنٹ ہادی علی خان |
| ۹۶۲۶ | شیخ میاں خانصاحب |
| ۹۶۲۸ | منشی محمد ابراہیم صاحب |
| ۹۶۳۱ | محمد عبد اللہ صاحب |
| ۹۶۴۸ | اللہ داد خان صاحب |
| ۹۶۵۳ | حافظ فیض محمد صاحب |
| ۹۶۵۶ | لفٹنٹ میاں احیاء الدین صاحب |
| ۹۶۶۱ | قاضی غلام احمد صاحب حکیم |
| ۹۶۶۴ | حوالدار جھنڈے خان |
| ۹۶۶۵ | حافظ چوہدری ملک محمد صاحب |
| ۹۶۶۶ | چوہدری عبد الرحمٰن صاحب |
| ۹۶۶۷ | مولوی عبد الرحمٰن صاحب |
| ۹۶۶۸ | قاضی حفیظ اللہ صاحب |
| ۹۶۷۰ | سردار محمد صاحب |
| ۹۶۷۳ | بشیر احمد صاحب |
| ۹۶۷۴ | چوہدری محمد عبد اللہ صاحب |
| ۹۶۷۸ | راجہ محمد ایوب خانصاحب |
| ۹۶۸۰ | محمد اصغر صاحب |
| ۹۶۸۱ | علی مولیٰ صاحب |
| ۹۶۸۴ | ملک عزیز احمد صاحب |
| ۹۶۸۶ | ابو بشیر منشی رحمت اللہ خانصاحب |
| ۹۶۸۹ | سکرٹری جماعت احمدیہ بہرام |
| ۹۶۹۶ | شیخ اللہ بخش صاحب |
| ۹۷۱۰ | بابو محمد حسین صاحب |
| ۹۷۱۸ | حکیم عبد الحی ای صاحب |

# ہندوستان اور غیر ممالک کی خبریں

**ریاست اندور** نے لوگوں کی اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک قانون پاس کیا ہے۔ جس کے رو سے کوئی شخص برات کو دو وقتوں سے زیادہ مہمان نہیں رکھ سکتا۔ برات میں پچاس سے زیادہ آدمی شامل نہیں ہو سکتے۔ اور جہیز وغیرہ کا مظاہرہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرے گا۔ اسے ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور ایک ہفتہ قید محض کی سزا دی جائے گی ؛

**نازی اخبارات** کا بیان ہے۔ کہ عنقریب جرمنی گورنمنٹ ایک قانون کے ذریعہ ان اشخاص کو جو نسلی طور پر کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوں گے۔ افزائش نسل کے ناقابل بنا دیگی وزیر داخلہ کا بیان ہے۔ کہ اس قسم کا بل تیار ہو چکا ہے۔ کہ جو اشخاص نسلی طور پر مخبوط الحواس ہوں۔ یا مرگی وغیرہ امراض میں مبتلا ہوں۔ انہیں لازمی طور پر اپریشن کے ذریعہ افزائش نسل کے نااہل بنا دیا جائے ؛

**جرمنی** میں پھر اس مطلب کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہ قیصر کا شاہی خاندان واپس آنے والا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہٹلر نے ان تمام پارٹیوں کا خاتمہ کر دیا ہے جو شہنشاہیت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں۔ اور اب قیصر کی واپسی کے لئے میدان صاف ہے۔ اب اگر اس کے راستہ میں کوئی روک ہے۔ تو وہ پریذیڈنٹ ہنڈن برگ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہٹلر اس کو بھی اپنے راستہ سے ہٹانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ پروگرام یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ ہنڈن برگ کو پریذیڈنٹی سے علیحدہ کرنے کے بعد شاہی خاندان کے کسی ممبر کو پریذیڈنٹ بنا دیا جائے گا۔ اس کے بعد جب لوگ شاہی خاندان کے کسی رکن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور دیکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔ تو جمہوریت کو ختم کر دیا جائیگا

**لاہور سنٹرل جیل** سے کونین چرائے جانے کے سلسلہ میں ۲۱ر جولائی کو سپرنٹنڈنٹ جیل نے پانچ افسروں کو معطل کر دیا۔ اور تحقیق کے لئے یہ معاملہ پولیس کے سپرد کیا گیا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک دن جیل کا ایک ملازم علی کی ایک بوری جیل سے باہر لے جا رہا تھا۔ کسی مخبر کی اطلاع پر فیکٹری منیجر کے تلاشی لینے پر اس میں سے دو سو روپیہ کی کونین برآمد ہوئی اس نے چند دیگر افسران کا بھی ذکر کیا۔ اس پر محکمانہ تحقیقات کے بعد انہیں معطل کر دیا گیا ؛

**پشاور** سے ۱۲ر جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ اس وقت صوبہ سرحد کے جیلوں میں پولٹیکل قیدیوں کی تعداد سات سو کے قریب ہے ؛

**نیویارک** کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اضلاع متحدہ امریکہ میں ۳۲ء میں ۲۳ ہزار خودکشی کی وارداتیں ہوئیں۔ ۳۱ء میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد بیس ہزار تھی ؛

**ڈھاکہ انٹرمیڈیٹ کالج** کے احاطہ میں پولیس کو تمغہ جات تقسیم کرتے ہوئے گورنر بنگال نے ایک تقریر کی جس میں کہا۔ کہ بنگال میں گزشتہ ۹ ماہ کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ابھی تک دہشت انگیزی کے زہر کا قلع قمع نہیں ہوا البتہ وہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ اس کا خاتمہ ہو جائے گا ؛

**حکومت کشمیر** نے سرکاری اعلان کے ذریعہ پونچھ ہندو سبھا کے "ملاپ" میں اس شائع شدہ تار کی تردید کی ہے جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ موضع سہڑا میں تقریباً ایک سو چماروں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اعلان مظہر ہے۔ کہ چماروں نے کسی مجبوری یا دھمکی سے متاثر ہو کر نہیں۔ بلکہ برضا و رغبت اسلام قبول کیا ہے ؛

**لارڈ برنہم** ۲۰ر جولائی کو لنڈن میں اچانک انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۷۱ برس تھی۔ اور جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی کے ممبر تھے ؛

**لنڈن** میں ۲۰ر جولائی کو تمام یہودیوں نے اپنا کاروبار بند کر دیا۔ اور ایک جلوس جو ۲۵ ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا۔ نکالا یہ جلوس ہائیڈ پارک کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر جرمنی میں یہودیوں کے خلاف تشدد پر احتجاجی مظاہرے کئے ؛

**رود بار انگلستان** کو مسٹر آگس طر سابق بحری افسر نے ۱۹ر جولائی کو ایک گھنٹہ ۵۴ سیکنڈ میں عبور کر لیا۔ اور اس طرح مسٹر کے ڈون کے ۵۶ منٹ کے ریکارڈ کو توڑ دیا

**چوہدری ظفر اللہ خان صاحب** نے ۲۰ر جولائی کو لنڈن میں لیڈی ولنگڈن کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں بہت سے معزز اصحاب نے شرکت کی۔

**گاندھی جی** نے حکومت بمبئی سے اس امر کی درخواست کی تھی۔ کہ انہیں اپنی یورپین چیلی میراں بائی سے سابرمتی جیل میں ملاقات کی اجازت دی جائے۔ حکومت نے یہ درخواست منظور کر لی ؛

**شاہ فواد (مصر)** نے قانوناً ۱۵ سال سے بڑی عمر کے ہر شخص کو گداگری کی ممانعت کر دی ہے۔ اسکی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی ؛

**واشنگٹن** کی اطلاع ہے۔ کہ ماہ جون کے دوران میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پانچ لاکھ سے زیادہ بے روزگاروں کو کام مل گیا ؛

**الور** سے ۱۲ر جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ کپتان اٹسن کو ریاست کا ریونیو منسٹر مقرر کر دیا گیا ہے ؛

**لیڈی ولنگڈن** ۲۲ر جولائی کو ہندوستانی ہوائی ڈاک کے جہاز پر لنڈن سے ہندوستان آنے کے لئے روانہ ہو گئیں ؛

**جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی** میں ۲۱ر جولائی کو فرنچائز سے متعلق امور پر جب دوبارہ غور ہوا۔ تو سر این این سرکار نے بنگال کے متعلق کمیونل اوارڈ کے موضوع پر طویل جرح کی۔ سر سیموئل ہور نے کہا۔ میں اس بحث میں حصہ نہیں لوں گا۔ اور نہ گورنمنٹ کا کوئی دوسرا ممبر۔ کیونکہ گورنمنٹ اس پر اپنا آخری لفظ کہہ چکی ہے ؛

**ٹوکیو** کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپان میں دختر فروشی کی رسم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ پچھلے سال جاپان میں ۴۸ ہزار نوجوان لڑکیاں فروخت کی گئیں۔ فروخت کرنے والوں کو گورنمنٹ کی طرف سے لائسنس دیا جاتا ہے۔ اور خود گورنمنٹ اس تجارت پر ٹیکس وصول کرتی ہے۔ ایک لڑکی کی قیمت زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار پونڈ اور کم سے کم دو ہزار پونڈ ہوتی ہے۔ لڑکیوں کو قطار میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور ان کے والدین قیمتیں ڈال کر سودے کرتے ہیں ؛

**ہندوستان** کے مشہور تاجر سیٹھ حاجی ابراہیم جیون بخش صاحب دہلوی جو کلکتہ میں جاپانی مال کے سب سے بڑے تاجر ہیں۔ حکومت حجاز سے اس امر کے لئے گفتگو کر رہے ہیں۔ کہ مکہ معظمہ میں بہت بڑا پاور ہوس قائم کریں۔ چند شرائط کے تصفیہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے گی ؛

**افغانی قونصل** مقیم کراچی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حال میں افغانستان میں ایک بنک قائم کیا گیا ہے جس کا ہیڈ آفس کابل میں بنایا گیا ہے۔ بنک کا سرمایہ ۳۵ ملین افغانی (ایک ملین دس لاکھ) ہے۔ بنک آئینی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور اس کے حق میں ایک شاہی فرمان شائع ہو چکا ہے۔ بنک کے سرمایہ میں حکومت افغانستان نے ۳۵ فی صدی رقم لگائی ہے اس افغان نیشنل بنک لمیٹڈ کی شاخیں افغانستان کے اہم تجارتی مرکزوں اور کوئٹہ کراچی اور لنڈن میں بھی کھل گئی ہیں سال رواں میں بمبئی اور برلن میں بھی اس بنک کی شاخیں قائم ہونے والی ہیں ؛

**محاصل جنگی** کی آمدنی شملہ کی ایک اطلاع کے مطابق

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شایع کیا ؛ (ایڈیٹر غلام نبی)